www.KitaboSunnat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

فکر ونظر

پاکستانی این جی اوز کی آئین سے 'محبت'

پاکستانی این جی اوز کے راہنماؤں پر اچانک یہ حقیقت منکشف ہوئی ہے کہ موجودہ حکومت غیر آئینی وغیر قانونی ہے۔ پاکستان این جی اوز فورم کے مرکزی راہنماؤں نے 'سنگی' فاؤنڈیشن کے راہنماؤں کے ہمراہ ایک مشترکہ پریس کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ این جی اوز میں کام کرنے والے افراد جو وزیر بن گئے ہیں، ان کا ہمارے ساتھ کوئی تعلق نہیں رہا کیونکہ ملک کی تین ہزار نمائندہ این جی اوز اس بات پر متفق ہیں کہ موجودہ حکومت غیر آئینی ہے، جسے عوام کا کوئی 'مینڈیٹ' حاصل نہیں۔ انہوں نے کہا کہ جب سے موجودہ حکومت آئی ہے بعض مذہبی حلقوں کی طرف سے این جی اوز کے خلاف دباؤ بہت بڑھ گیا ہے۔ (روزنامہ نوائے وقت: یکم ستمبر ۲۰۰۰ء)

جنرل پرویز مشرف کے برسر اقتدار آنے کے بعد پاکستان میں این جی اوز کی اُچھل کود اور آؤ بھگت میں غیر معمولی اضافہ ہوا۔ فوجی حکومت نے آتے ہی وفاقی اور صوبائی کابینہ میں این جی اوز کے متحرک افراد کو وزارتیں دے دیں۔ عمر اصغر خان، عطیہ عنایت اللہ، جاوید جبار، زبیدہ جلال، شاہین عتیق الرحمٰن اور چند دیگر خواتین وحضرات دیکھتے ہی دیکھتے فوجی حکومت کے نفس ہائے ناطقہ بن گئے۔ حکومت کے دیگر 'روشن خیال' وزراء کی رفاقت سے این جی اوز برانڈ وزرا کو مزید 'روحانی' تقویت ملی۔

جنرل پرویز مشرف نے مصطفیٰ کمال اتاترک کو جب اپنا آئیڈیل کہا تو این جی اوز کی ان کے متعلق خوش اعتقادی کا گراف آسمان کو چھونے لگا۔ انہوں نے پاکستان میں کمال ازم کے عملی نفاذ کے لئے درجہ بہ درجہ منصوبہ بندی کا آغاز کر دیا۔ کئی ماہ تک این جی اوز کے انگریزی گپ باز دانش بازوں نے چیف ایگزیکٹو کے گرد اپنا 'روشن خیال حلقہ' قائم کئے رکھا۔ حکومت کو یقین دلایا گیا کہ این جی اوز دیگر سیاسی جماعتوں کے متبادل کے طور پر خدمات انجام دینے کی پوری صلاحیت رکھتی ہیں۔ لہٰذا حکومت کو نہ تو کرپٹ سیاست دانوں سے بات کرنے کی ضرورت ہے اور نہ رجعت پسند مولویوں کو منہ لگانے کا فائدہ ہے۔ اس ملک کی ترقی اور خوش حالی کا اگر کوئی ترقی پسندانہ ماڈل ہے تو اس کو عملی جامہ صرف اور صرف این جی اوز کے 'روشن دماغ' ہی پہنا سکتے ہیں، اِصلاحات کے نام پر تہذیبِ مغرب کے غیر محسوسانہ نفاذ کے پھندے تیار کیے جانے لگے۔ عوامی سطح پر اختیارات کی تقسیم کا ایک دل فریب نقشہ پیش کیا گیا۔ چیف

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ایگزیکٹو کو 'بریف' کیا گیا کہ رجعت پسند مذہبی طبقہ پاکستان کی ترقی کی راہ میں اصل رکاوٹ ہے، جب تک اس کا اثر و رسوخ کم نہیں کیا جاتا، نتائج کا حصول ممکن نہیں ہے۔ قانونِ توہین رسالت (۲۹۵ سی) کے خاتمے کے لئے نئے سرے سے مہم شروع کی گئی۔ حکومت پر دباؤ ڈالا گیا کہ یہ قانون اقلیتوں کے حقوق کی پامالی کرتا ہے اور یہ انسانی حقوق کے خلاف ہے (نعوذ باللہ)۔ حکومت کی طرف سے جلد ہی اعلان کر دیا گیا کہ قانونِ توہین رسالت کے تحت مقدمات کے اندراج سے پہلے متعلقہ ڈپٹی کمشنر کی اجازت لینا ضروری ہوگا۔ اسلامی و دینی جماعتیں جو میاں نواز شریف کی حکومت کے خاتمے پر قدرے سکھ کا سانس لے رہی تھیں اور جو جنرل پرویز مشرف کی کشمیر پالیسی سے مطمئن تھیں، انہیں این جی اوز کی خطرناک پیش قدمی کا اس وقت احساس ہوا جب ناموسِ رسالت کا تحفظ غیر یقینی صورتِ حال سے دوچار ہوگیا۔ جلد ہی دینی جماعتیں ناموسِ رسالت کے تحفظ کے لئے میدان میں نکل آئیں۔ بالآخر چیف ایگزیکٹو کو ۱۶ رمئی کو اعلان کرنا پڑا کہ حکومت نے دینی جماعتوں کی رائے کے احترام میں ۲۹۵۔سی کے تحت مقدمات کے اندراج کے سابقہ طریقۂ کار کو بحال کر دیا ہے۔ اسلام دشمن این جی اوز کے عزائم خاک میں مل گئے۔ غیر ملکی ذرائع اَبلاغ اور پاکستان کے انگریزی پریس نے چیف ایگزیکٹو کو اس 'پسپائی' پر شدید تنقید کا نشانہ بناتے ہوئے الزام تراشی کی کہ وہ ملاؤں کو خوش کرنے کے لئے انسانی حقوق کے ایجنڈے سے روگردانی کے مرتکب ہو رہے ہیں۔

۲۹۵۔سی کے خاتمے کے متعلق مایوسی کے بعد دینی مدارس پر جارحانہ یلغار کی گئی۔ امریکی وزارتِ خارجہ جو این جی اوز کے عالمی نیٹ ورک کے لئے ایجنڈا اور پروگرام مرتب کرتی ہے، کے سینئر عہدیداروں کی طرف سے حکومتِ پاکستان پر دباؤ ڈالا گیا کہ وہ دینی مدارس پر پابندی عائد کریں کیونکہ یہ دہشت گردی کے اڈے ہیں۔ سی این این، بی بی سی اور دیگر ذرائع اَبلاغ نے جہاد کو دہشت گردی کا نام دے کر پراپیگنڈے کا طوفان کھڑا کر دیا۔ واشنگٹن پوسٹ کی رپورٹر پامیلا کانسٹیبل، نیویارک ٹائمز کے نمائندہ اور دیگر مغربی صحافیوں کے ایک گروہ پاکستان میں وارد ہوا۔ ان صحافیوں نے مختلف دینی مدارس مثلاً دارالعلوم حقانیہ، اکوڑہ خٹک کے دورے کئے اور وہاں مذہبی راہنماؤں (مثلاً مولانا سمیع الحق) کے انٹرویو کئے۔ واپس پہنچنے پر تہلکہ خیز اور شرانگیز مضامین شائع کئے۔ پاکستان کے انگریزی پریس نے ان کے خیالات کو خوب ہوا دی۔ نیویارک ٹائمز کے نمائندے نے ۱۱ جون ۲۰۰۰ء کو پاکستان کے وزیر داخلہ جناب معین حیدر کا انٹرویو بھی شائع کیا جس میں ان سے من جملہ دیگر باتوں کے یہ بیان بھی منسوب کیا گیا کہ پاکستانی حکومت عنقریب دہشت گردی پھیلانے والے دینی مدارس پر پابندی عائد کرنے کا قانون لائے گی۔ پاکستانی این جی اوز کی بیگمات نے بھی دینی مدارس کے خلاف توہین آمیز پراپیگنڈہ شروع کر دیا۔ مگر اب چیف ایگزیکٹو کی آنکھیں کھل چکی تھیں۔ حکومتی ایجنسیوں کی غیر جانبدارانہ تحقیقات کے بعد حکومت کو

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اعلان کرنا پڑا کہ پاکستان کے دینی مدارس کی ۹۹.۹۹ فیصد تعداد کسی قسم کی دہشت گردی میں ملوث نہیں ہے۔ جنرل پرویز مشرف نے بھی واضح طور پر بیان دیا کہ جہاد اور دہشت گردی میں فرق ہے۔ یہی بات انہوں نے پاکستان میں کلنٹن سے گفتگو کے دوران بھی کہی۔

اسی دوران میں عاصمہ جہانگیر کی قیادت میں این جی اوز کی بیگمات کا ایک وفد بھارت روانہ ہوگیا۔ قیامِ امن کے پردے میں ان بے حیا عورتوں نے وہاں جو گل کھلائے، پاکستان کے محبِ وطن پریس نے اس کا خوب نوٹس لیا۔ این جی اوز کی یہ بیگمات جب 'کِکلی' ڈالتے اور 'امن کے گیت' گاتے پاکستان واپس پہنچیں تو پاکستانی پریس میں اپنے متعلق خبروں کی اشاعت دیکھ کر حواس باختہ ہوگئیں۔ اسی دوران میں مذہبی جماعتوں کے سرکردہ راہنماؤں کی جانب سے این جی اوز کی اسلام دشمن سرگرمیوں کو سخت تنقید کا نشانہ بنایا گیا۔ مولانا فضل الرحمٰن نے این جی اوز کے خلاف جہاد کا اعلان کردیا۔ امیر جماعت اسلامی قاضی حسین احمد نے اپنے بیانات میں حکومت سے متواتر یہ مطالبہ کیا کہ وہ پاکستان کی نظریاتی اساس کو نقصان پہنچانے والی این جی اوز پر پابندی عائد کرے۔ جمعیت علمائے پاکستان کے سربراہ نے بھی این جی اوز کو اپنی تنقید کا نشانہ بنایا۔ مولانا سمیع الحق، ڈاکٹر اسرار احمد، مولانا اعظم طارق، پروفیسر ساجد میر اور دیگر مذہبی راہنماؤں نے این جی اوز کی خطرناک سرگرمیوں پر سخت تنقیدی بیانات جاری کئے۔ دیکھتے ہی دیکھتے پاکستان میں این جی اوز کے خلاف فضا قائم ہوگئی۔ این جی اوز جو دینی مدارس کے خلاف محاذ برپا کئے ہوئے تھیں، انہیں یک لخت دفاعی پوزیشن سنبھالنا پڑی۔ جون کے آخری ہفتہ میں اسلام آباد میں ۳۵۰۰ این جی اوز کے نمائندوں کا اکٹھ ہوا۔ این جی اوز کے عاقبت نااندیش ہرکارے جو پاکستان میں کسی 'اتاترک' کے ہاتھوں مذہبی راہنماؤں کی ننگی پیٹھ پر کوڑے پڑنے اور دینی مدارس پر پابندی لگنے کے خواب دیکھ رہے تھے، اسلام آباد میں حکومت سے التجا کرتے ہوئے پائے گئے کہ وہ 'مذہبی دہشت گردوں' کے مقابلے میں انہیں تحفظ فراہم کرے۔ اسی اجلاس میں این جی اوز فورم قائم کیا گیا۔

اب وہ اپنی ہر پریس کانفرنس میں رعب ڈالنے کے لئے ۳۰۰۰ این جی اوز کے اعداد کا ذکر ضرور کرتے ہیں۔ نفسیاتی طور پر حواس باختہ این جی اوز کے افراد کو شاید یہ علم نہیں ہے کہ ۳۰۰۰ این جی اوز ایک سو مجاہدین کا سامنا کرنے کے قابل بھی نہیں ہیں۔ وہ جس طرح متصادم اور محاذ آرائی کو بڑھا رہے ہیں، اس سے امن عامہ کو شدید خطرات لاحق ہیں۔

قارئین کرام! این جی اوز کے راہنماؤں نے اگر فوجی حکومت پر ایک طویل عرصہ کے بعد ''غیر آئینی'' ہونے کا فتویٰ صادر کیا ہے تو اس کا اصل پس منظر وہی ہے جو مذکورہ بالا سطور میں بیان کیا گیا ہے۔ اصل بات یہ نہیں ہے کہ چونکہ فوجی حکومت کو عوامی مینڈیٹ حاصل نہیں ہے، اسی لئے این جی اوز

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے نزدیک یہ غیر آئینی و غیر قانونی ہے۔ اگر یہی بات اس حکومت کے غیر آئینی ہونے کا اصل سبب ہوتی تو گذشتہ گیارہ ماہ میں یہ فتویٰ صادر کیوں نہیں کیا گیا؟ جب جنرل پرویز مشرف کی حکومت نے ۲۹۵۔سی کا پرانا طریقہ بحال کردیا اور دینی مدارس پر پابندی عائد کرنے سے معذرت کردی، مذہبی راہنماؤں سے ملاقاتیں شروع کردیں، یہ اعلان کردیا کہ پاکستان سیکولر ریاست نہیں ہے۔ اور جب یہ وضاحت کردی کہ جہاد اور دہشت گردی میں فرق ہے تو اچانک این جی اوز کے مفاد پرستوں اور یہود و ہنود کے ایجنٹوں کو یہ خیال آیا کہ موجودہ حکومت غیر آئینی ہے۔ جنرل پرویز مشرف صاحب کا نجانے این جی اوز کے تازہ ترین فتویٰ پر کیا ردّعمل ہوگا۔ شاید وہ پکار اٹھیں ع جن پہ تکیہ تھا وہی پتے ہوا دینے لگے!

اور این جی اوز کے راہنماؤں پر تو یہ مصرعہ کیا ہی خوب صادق آتا ہے :

ہائے اس زود پشیماں کا پشیماں ہونا !!

این جی اوز کے راہنماؤں کے بیان کا مضحکہ خیز حصہ وہ ہے جس میں انہوں نے این جی اوز برانڈ وزراء سے اپنی لاتعلقی کا اظہار کیا ہے۔ حیرت یہ ہے کہ اس پریس کانفرنس میں سنگی فاؤنڈیشن کے نمائندے بھی موجود تھے۔ سنگی فاؤنڈیشن عمر اصغر خان کی این جی او ہے۔ عمر اصغر خان نے زمانے کو دکھانے کے لئے سنگی فاؤنڈیشن سے اس وقت استعفیٰ دے دیا تھا جب انہوں نے وزارت کا قلمدان سنبھالا۔ مگر کوئی احمق ہی اس بات پر یقین کرے گا کہ وہ سنگی فاؤنڈیشن سے بالکل لاتعلق ہوگئے ہیں۔ 'سنگی فاؤنڈیشن' عمر اصغر خان کے بغیر کچھ ہے اور نہ ہی عمر اصغر خان کی سنگی فاؤنڈیشن کے علاوہ کوئی اور شناخت ہے۔ واقفانِ حال کو اچھی طرح معلوم ہے کہ سنگی فاؤنڈیشن کے کاغذات میں چیئرمین نہ ہونے کے باوجود 'اصلی چیئرمین' عمر اصغر خان ہی ہیں۔ وزراء میں متحرک ترین وزیر عمر اصغر خان ہیں، وہ نہ صرف این جی اوز کی مسلسل سرپرستی کررہے ہیں، بلکہ حکومتی ایوانوں میں این جی اوز کی جنگ بھی لڑ رہے ہیں۔ واقفانِ حال کو اچھی طرح معلوم ہے کہ ان کا سرکاری دفتر این جی اوز کے کارکنان کے قبضہ قدرت میں ہے۔ عمر اصغر خان کی طرف سے اخبارات میں این جی اوز کی حمایت میں کثرت سے بیانات شائع ہوتے رہتے ہیں۔ ۲۸ مئی کو اسلام آباد میں پاکستان دشمن این جی اوز کی بیگمات نے پاکستان کے ایٹمی پروگرام کے خلاف جب جلوس نکالا تو اس میں عمر اصغر خان کی قادیانی بیگم صاحبہ بھی شریک تھیں۔ لاہور سے این جی اوز کے متحرک راہنما تحسین عرفان مفتی جن کا تعلق ساؤتھ ایشین پارٹنر شپ سے ہے، کے عمر اصغر خان سے قریبی رابطے ہیں۔ عمر اصغر خان این جی اوز کی اُس مجلس عاملہ کے اہم رکن رہے ہیں جسے عاصمہ جہانگیر نے اسلام آباد میں قائم کررکھا ہے۔ اسی طرح جاوید جبار صاحب کا بھی این جی اوز سے قریبی رابطہ ہے۔

قابل اعتماد ذرائع کے مطابق چند ہفتے قبل اسلام آباد میں عمر اصغر خان اور جاوید جبار کی موجودگی

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں این جی اوز فورم کے نمائندوں کا اہم اجلاس ہوا جس میں مذکورہ وزرا نے یقین دلایا کہ وہ ہر صورت میں این جی اوز کے مفادات کا تحفظ کریں گے ورنہ اپنے عہدوں سے مستعفی ہوجائیں گے۔ ان حالات میں این جی اوز کے راہنماؤں کی طرف سے وزرا سے لاتعلقی کا اظہار ایک پرفریب حکمت ِعملی سے زیادہ نہیں ہے۔ شاید یہ پالیسی لائن انہیں وزرا کی طرف سے دی گئی ہے تاکہ وہ یہ ڈھونگ رچا سکیں کہ این جی اوز سے ان کا کوئی تعلق نہیں ہے۔

پاکستانی این جی اوز کی آئین پاکستان سے وابستگی اور محبت کی حقیقت بیان کردینا بھی ضروری معلوم ہوتا ہے۔ آئین پاکستان کے آرٹیکل ۲ کی رو سے اسلام پاکستان کا سرکاری مذہب ہے۔ مگر ان نام نہاد غیر سرکاری تنظیموں کا 'غیر سرکاری مذہب' اسلام دشمنی ہے۔ پاکستانی این جی اوز کے راہنماؤں کو آئین پاکستان کے صرف دو تین آرٹیکل یاد ہیں مثلاً آرٹیکل نمبر۴، آرٹیکل نمبر ۸ اور آرٹیکل نمبر ۲۵، جن میں مساوی حقوق اور عورتوں کے حقوق کا ذکر ملتا ہے۔ وہ ایسے تمام آرٹیکل پر یقین نہیں رکھتے جن میں بالواسطہ یا بلاواسطہ طور پر اسلام یا اسلامی قوانین کی بالادستی کا ذکر ملتا ہے۔ آرٹیکل ۲۲۷ جس میں کہا گیا ہے کہ پاکستان کے تمام مروّجہ قوانین کو اسلام کے مطابق ڈھالا جائے گا، کو یہ سخت ناپسند کرتے ہیں۔ عاصمہ جہانگیر اپنے بیانات میں آرٹیکل ۶۲، ۶۳ کا بارہا مذاق اڑا چکی ہے کیونکہ اس میں عوامی نمائندوں کے لئے اسلامی معیارات کی بات کی گئی ہے۔ این جی اوز پاکستانی آئین میں سے وفاقی شرعی عدالت کے باب کو نکالنے کا مطالبہ کرتی ہیں۔ یہ این جی اوز آرٹیکل ۶ کے نفاذ کو بھی بھول جاتی ہیں۔ اگر پاکستان کے آئین کی روشنی میں این جی اوز کی سرگرمیوں کا جائزہ لیا جائے تو یہ یقیناً غیر آئینی قرار پائیں گی، کیونکہ آئین میں نظریۂ پاکستان کے منافی سرگرمیوں کی گنجائش نہیں ہے۔ این جی اوز انسانی حقوق اور اظہارِ رائے کی آزادیوں کے علاوہ جمہوری اقدار کے فروغ کا بہت واویلا کرتی ہیں۔ جمہوری آزادیوں کے تحفظ کے لئے ماضی میں آئے دن این جی اوز جلوس نکالتی رہتی تھیں۔ مگر موجودہ حکومت کے دور میں این جی اوز نے جمہوریت کی بحالی کے لئے کوئی جلوس نہیں نکالا۔ عاصمہ جہانگیر کا انسانی حقوق کمیشن بھی اس معاملہ میں خاموش ہے!!

مذہبی جماعتوں کو این جی اوز پر اپنا دباؤ مزید بڑھانا چاہئے تاکہ انہیں اسلام دشمن سرگرمیاں جاری رکھنے کے آزادانہ مواقع میسر نہ آسکیں۔ چیف ایگزیکٹو جنرل پرویز مشرف صاحب کو بھی ان مفاد پرست قوتوں کا اصل چہرہ اب نظر آگیا ہوگا۔ انہیں چاہئے کہ وہ این جی اوز کے نمائندوں کو حکومتی عہدوں سے فارغ کرکے صحیح معنوں میں عوام کے حقیقی نمائندوں اور محبِ وطن افراد کو شریک اقتدار کریں۔

(محمد عطاء اللہ صدیقی)

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ